جاوید خٹک

کیا چاہتے ہو؟

(احسان دانش مرحوم سے معذرت کے ساتھ)

میرے اعمال سے اطوار سے کیا چاہتے ہو
آخر اِس دَور کے کردار سے کیا چاہتے ہو

چند طوطے بھی غنیمت ہیں اگر بن جائیں
اور تعلیم کے معیار سے کیا چاہتے ہو

بلیک کرتا ہے تو کیا حج بھی تو کر آتا ہے
اور سوداگرِ دیں دار سے کیا چاہتے ہو

کالے داموں بھی میسر نہیں گوری چینی،
اور اِس گرمئ بازار سے کیا چاہتے ہو

ٹیکس کے نام پہ دیتا ہے ہزاروں کی زکوٰۃ
اور اِس ملک کے زردار سے کیا چاہتے ہو

کارواں سارا ہی گم کردۂ منزل ہے یہاں!
پھر بھلا قافلہ سالار سے کیا چاہتے ہو

ننگی تصویریں بھی ہوں، خبریں بھی، افسانہ بھی
ایک دو روپے کے اخبار سے کیا چاہتے ہو

وہ کرے فکرِ سخن یا ہو اُسے فکرِ معاش،
دوستو! شاعرِ نادار سے کیا چاہتے ہو

مسکرا دیتے ہو جاوید کے اشعار پہ تم
اور جاوید کے اشعار سے کیا چاہتے ہو

⊙ حضور علیہ السلام کی شریعت اور اُسوۂ حسنہ ہماری مشکلات کا واحد حل ہے۔

⊙ آج کا مسلمان اسلام کی بجائے جمہوریت کی حکمرانی کے لئے کوشاں ہے۔

⊙ علامہ اقبالؒ نے فرمایا تھا:
قادیانی اِسلام اور وطن دونوں کے غدّار ہیں۔

⊙ ایوانِ محمود ربوہ کے سامنے فدائینِ ختمِ نبوّت کا ایمان پرور اجتماع۔

ربوہ میں گیارھویں سالانہ "سیرت کانفرنس" سے قائدِ تحریکِ ختمِ نبوّت سیّد عطاء المحسن بخاری کا خطاب!

ربوہ، چنیوٹ سے تقریباً آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر سرگودھا روڈ پر واقع ہے۔ دریائے چناب کا پُل کراس کریں تو سڑک کے دائیں بائیں مرزائیوں کے خود ساختہ بہشتی مقبرے اور دوزخی مکینوں کا کھیل شروع ہو جاتا ہے۔ آزادی کے بعد پنجاب کے گورنر سر فرانسس موڈی نے مرزائیوں کو ملکہ برطانیہ اور برطانوی مفادات کے تحفظ کے صلہ میں یہ قطعہ ٹکوں کے عوض دیا۔ پاکستان کے پہلے وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ مرزائی نے اس سازش میں اہم کردار ادا کیا۔ ربوہ ۱۹۷۴ء تک مرزائی ریاست تھی یہاں کی اکثر آبادی مرزائی ہے اور مسلمان اُن کے مقابلے میں کم ہیں اس شہر میں مرزائیوں کی اجازت کے بغیر کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا مئی ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے سٹیشن پر مرزائیوں کی مسلمان طلباء کے ساتھ غنڈہ گردی اور قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں تحریکِ ختمِ نبوت برپا ہوئی۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ اور ربوہ کھلا شہر۔ تب لوگ سوچا کرتے تھے کہ کبھی ربوہ میں مسلمانوں کا مرکز بنے گا؟ الحمدللہ فروری ۱۹۷۶ء میں ربوہ کی تاریخ میں پہلی بار مجلسِ احرار اسلام کے اکابر و کارکن فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے۔ قائدِ احرار جانشین امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ نے اپنے دستِ حق پرست سے ربوہ کی تاریخ میں مسلمانوں کی سب سے پہلی "جامع مسجد احرار" کا سنگِ بنیاد رکھا اور ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری کی امامت میں مسلمانوں نے ربوہ میں پہلی نمازِ جمعہ ادا کی۔ پولیس کی ناکہ بندیاں۔ جانشینِ امیرِ شریعت اور دیگر کارکنان و رہنمایانِ احرار

کی گرفتاریاں۔ تشدد۔ خوف و ہراس سب حربے اللہ کی تائید و حمایت کے سامنے خاک ہو گئے

مجلسِ احرارِ اسلام کے شعبۂ تبلیغ "تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت" نے مولانا اللہ یار ارشد کو مسجدِ احرار میں مبلغ مقرر کیا اور فتنۂ مرزائیت کے محاسبہ و تعاقب کیلئے علاقہ کے مسلمانوں میں تبلیغ و دعوت کا کام تیز کر دیا۔ مسلمانوں کے سماجی مسائل پر بھرپور توجہ دی اور سال میں دو اجتماعات منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ (۱) ۱۲ ربیع الاول کو مسجدِ احرار میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ایک روزہ کانفرنس اور جلوس۔ (۲) مارچ میں ایک روزہ شہداء ختمِ نبوت کانفرنس۔

اس مرتبہ گیارہویں سالانہ سیرت کانفرنس اور جلوس میں قائد تحریکِ ختمِ نبوت حضرت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے فکر انگیز خطاب فرمایا۔ کانفرنس کی صدارت الحاج صوفی عبدالرحیم نیازی نے کی۔

قائدِ محترم نے فرمایا:

سیرتِ طیبہ مسلمانوں اور پوری کائنات کے انسانوں کے لئے نجات کا پیغام ہے۔ حضور علیہ السلام کے اُسوۂ حسنہ سے کفر و اسلام میں فرق واضح ہوتا ہے۔ نبی کی سیرت ہی صراطِ مستقیم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے راستے میں اتنے دکھ اور تکالیف برداشت کر کے انسانوں کو راحت پہنچائی اسی صبر اور مثالی و ابدی کردار نے دنیا کو آپ کی طرف متوجہ کیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں صحابہ کرام دینِ اسلام کی دولت سے مالا مال ہو کر ایمان و یقین سے مسلح ہو کر تبلیغ و جہاد کے لئے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و رضوانہ کی مخلصانہ محنت کے نتیجے میں اللہ پاک نے انہیں دین کی حکمرانی کی نعمت سے نوازا اور آخرت میں نجات و فلاح کی سند بھی عطا کی۔

آج مسلمان خالص دین کی حکمرانی کی بجائے جمہوریت اور دیگر نظام ہائے ریاست و سیاست کی حکمرانی کے لئے کوشاں ہے۔ اور پھر تاویل کا سہارا لیکر اسلام کو باطل نظاموں میں خلط ملط کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ نہ حق پرست دینی قیادت سامنے آتی ہے اور نہ اسلام مسلمانوں کے ملک پر حکمران ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمام حالات و مسائل اور مشکلات کا ایک ہی حل ہے اور یہی وقت کا سب سے بڑا تقاضا ہے کہ مسلمان من حیث المجموع اور دینی و سیاسی رہنما بالخصوص نفاذِ دینِ اسلام کی قدرِ مشترک پر جمع ہو کر اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے۔ ملک میں اسلام کی حکومت قائم کریں

۴۷ء ۵۳ء ۷۴ء ۷۷ء میں اسلام کے نام پر جانیں قربان کرنیوالے ہزاروں مسلمانوں کا خون

ہم پر قرض ہے ۔ اور ہمیں مسلسل پکار رہا ہے ۔

آپ نے فرمایا ؛

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا بھٹو مرحوم کا بہت بڑا کارنامہ ہے اور جب بھٹو کو پھانسی دی گئی تو مرزائیوں اور اُن کے مذہبی وڈیرے نے پورے ملک میں جشن منایا اور کہا کہ یہ ہماری بددعاؤں کا نتیجہ ہے ۔ لیکن آج یہ بات انتہائی افسوسناک ہے کہ موجودہ حکومت مرزائیوں کی سرپرستی کر رہی ہے انہوں نے کہا کہ بے نظیر اپنے والد مرحوم کے عمل کی روشنی میں اپنی پالیسیاں مرتب کرے ۔ مسئلہ ختم نبوت انتہائی حساس ہے جس پر پوری اُمت مسلمہ کا اجماع ہے اس مسئلہ پر پی پی حکومت کو مسلمانوں کا ساتھ دینا چاہیئے اور تمام اعلیٰ عہدوں پر مسلط مرزائیوں کو فوراً برطرف کیا جائے ۔ انہوں نے کہا کہ ہم مرزائیوں کو دعوتِ فکر دیتے ہیں وہ اس بات پر غور کریں کہ نبوت کسبی "نہیں" وھبی" ہے ۔ اگر اطاعت سے نبوت مل سکتی ہے تو مرزا غلام احمد کی اطاعت کرنے والوں میں سے کیوں کوئی نبی نہیں اور اگر نبوت جاری ہے تو پھر مرزا صاحب کے بعد اور کوئی نبی کیوں نہیں ؟ کسی افسر کا فرمانبردار چپڑاسی کبھی اطاعت کی وجہ سے افسر نہیں بنا انہوں نے مرزائیوں کے اس الزام کو غلط قرار دیا کہ مسلمان مرزا صاحب کو گالیاں دیتے ہیں ۔ حالانکہ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں اپنے نہ ماننے والوں کو جنگل کا سور اور عورتوں کو کتیا لکھا ہے جو کسی شریف انسان کی زبان نہیں چہ جائیکہ نبی ایسی بات کرے انہوں نے کہا کہ نبی کی زبان تو کوثر و تسلیم سے دھلی ہوتی ہے اور اس پر وہی لفظ جاری ہوتے ہیں جو اللہ کا حکم ہوتے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ربوہ میں مرزائی ہمارے بزرگوں کو علی الاعلان گالیاں دیتے ہیں ۔ ہمارے کارکنوں کو مارتے پیٹتے ہیں ۔ ہمارے مبلغ مولانا اللہ یار ارشد پر دوبار قاتلانہ حملہ کر چکے ہیں ، غریب مسلمانوں کا مال و اسباب لوٹتے ہیں لیکن ہم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے انہیں اس عمل بد کے جواب میں ہدایت کی دعا دیتے ہیں ۔

مجھے مرزائیوں کی طرف سے اکثر ایسے خطوط موصول ہوتے ہیں جن میں مجھے ، میرے والد مرحوم سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر احرار رہنماؤں کو گالیاں تحریر ہوتی ہیں اور قتل کی دھمکیاں بھی ۔ یہ مرزائیوں کا شیوہ ہے کہ وہ مسلمانوں اور انسانوں کے حقوق پامال کرتے ہیں جبکہ دین اسلام انسانوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے ۔ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ پاکستان کی حکومت اسلامی نہیں اگر یہاں اسلامی حکومت قائم ہو گئی تو پھر مرزائیوں کیلئے دو ہی راستے ہوں گے ۔ وہ اسلام قبول کر لیں یا مرتد کی شرعی سزا قبول کر لیں کیونکہ

اسلام کا مقصد اسلام کی حکومت کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور اسلام اپنے غداروں کو کبھی معاف نہیں کرتا بلکہ دنیا کا کوئی بھی نظام غدار کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیتا۔ انہوں نے بعض نام نہاد لبرلز اور سیکولرز کی روا داری کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ جو لوگ ہم مسلمانوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مرزائیوں کو کلمہ طیبّہ اور دیگر شعائر اسلامی کے استعمال سے نہ روکا جائے میں اُن سے پوچھتا ہوں کہ اگر ہندو اور سکھ اپنی کتابوں پر بھی ایمان رکھیں اور اسلامی شعائر بھی استعمال کریں تو کیا انہیں مسلمان کہا جائے گا۔ اور اگر کوئی پاکستان میں رہ کر بھارتی مفادات کیلئے کام کرے اور پاکستان کا جھنڈا اٹھا کر کہے کہ مجھے پاکستانی قوم کا ایک حصہ سمجھا جائے میں بھی پاکستانی ہوں اور پاکستانی حیثیت سے میرا احترام کیا جائے تو آپ کا قانون اُسے ایسا کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتا؟

یہی صورتحال مرزائیوں کی ہے وہ مرزا غلام احمد کی جھوٹی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور حضورؐ کی ختم نبوت کا اعلان بھی کرتے ہیں وہ رہتے تو پاکستان میں ہیں اور کام اسرائیلی اور بھارتی مفادات کے لئے کرتے ہیں۔ اس لئے انہیں نہ تو مسلمان کہا جا سکتا ہے۔ اور نہ پاکستانی۔ علامہ اقبال نے ٹھیک ہی فرمایا تھا کہ قادیان اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ کانفرنس کے اختتام پر ایک بہت بڑا جلوس مسجد احرار سے نکالا گیا جو قائد تحریک ختم نبوت سید عطاء المحسن بخاری کی قیادت میں ربوہ شہر سے گزر کر مسجد بخاری پہنچ کر ختم ہوا۔

قائد محترم نے "ایوانِ محمود" ربوہ کے سامنے سرخپوش احرار رضاکاروں کے ایک بڑے اور منظم جلوس سے بھی خطاب فرمایا۔ جب احرار رضاکاروں، فدائینِ ختم نبوت کا طویل جلوس ربوہ کے بازاروں سے گزرا تو فضا اللہ اکبر، محمد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ رہبر۔ ختم نبوت زندہ باد۔ شہدائے ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اُٹھی

ایوانِ محمود کے سامنے احرار سرخپوشوں سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

میرے مسلمان بھائیو! آج ہم ایک طویل جدوجہد اور بے شمار جانی و مالی قربانیوں کے بعد ربوہ میں یہ عظیم الشان منظر دیکھ رہے ہیں ہم امن و محبت کے داعی ہیں اخلاق ہماری جدوجہد کا زیور ہے۔ آپ نے جلوس سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہوئے مرزائیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ آج مرزائی دوست ہمیں یہ الزام دیتے ہیں کہ ہم مسلمان مرزا صاحب کو گالیاں دیتے ہیں۔ جبکہ یہ بات حقیقت کے برعکس ہے اگر